اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو تب تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍اگست ۱۹۷۰ء بمقام مسجد نور راولپنڈی۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ان آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۸﴾

(الاحزاب:۱۸)

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۶﴾ (النساء:۱۷۶)

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۱﴾ (آل عمران:۱۲۱)

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ (آل عمران:۱۱۲)

اسکے بعد حضور انور نے فرمایا:-

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے لئے ایک مجسم شفقت اور عالمین کے لئے ایک کامل رحمت کے طور پر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ آپ کی شفقت اور محبت آپ کی

دعاؤں اور روحانی فیوض سے پہلوں اور پچھلوں سبھی نے حصہ پایا۔ آپ کی یہ رحمت، رحمت عام تھی لیکن آپ کی اس رحمت نے دنیا کو ایک خاص ہی نہیں اخص جلوہ بھی دکھایا۔ آپ کے فیوض کے نتیجہ اور الٰہی بشارتوں کے ماتحت آپ کی امت میں سے لاکھوں کروڑوں اولیاء اللہ پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے تھے مگر ان لاکھوں کروڑوں اولیاء اللہ میں سے آپ نے صرف ایک کا انتخاب کیا اور امت کو یہ تاکید فرمائی کہ جب ہمارا وہ مہدی مبعوث ہو تو میرا اسے سلام کہنا۔ سلام کے پہنچانے میں بہت سی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ امت محمدیہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ میرا محبوب ہے تم بھی اسے محبوب رکھنا دوسرے اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو یا یوں کہنا چاہئے کہ امت محمدیہ کے اس حصہ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت دنیا میں موجود ہوگا اس طرف متوجہ کیا کہ مہدی معہود اور اس کی جماعت میری سلامتی کی دعاؤں کے حصار کے اندر ہونگے اور میری دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرنے والا اور ان کو امان دینے والا اور ان کے لئے سلامتی کے سامان پیدا کرنے والا ہے۔ اگر تم (امت کے دوسرے افراد) بھی اللہ کی حفاظت اور امان میں آنا چاہو تو تمہارے لئے یہ ضروری ہوگا کہ تم ہند کے اس قلعہ یعنی جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی دعاؤں کا حصار ہے اس کے اندر داخل ہو جانا تم اللہ کی حفاظت اور امان میں رہو گے۔

ہم جو جماعت احمدیہ میں شامل ہیں یا جو ہمارے پہلے بزرگ گزرے ہیں یا آنے والی نسلیں ان تمام کا جو ایمان کے اوپر پختگی سے قائم ہیں یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ عظیم روحانی فرزند ہیں جس پر آپ نے اپنا تاکیدی سلام بھجوایا تھا۔ حضرت مسیح اور مہدی معہود علیہ السلام نے جب دنیا کو اس طرف دعوت دی کہ خدا کے وعدہ کے مطابق ان تمام سلامتیوں کو سمیٹو جن کی بشارت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی میں تمہاری طرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ تمہارے لئے پناہ اور سلامتی کا انتظام کروں۔

غرض اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معقول دعاؤں کی یہ بشارتیں ہیں کہ وہ سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ الہام

ہوا تو دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلامتی پہنچانے والے ارشاد مبارک کا ایک اور رنگ میں معنی یا تفسیر تھی۔ ہماری زبان میں سلامتی کا شہزادہ وہ ہے جسکی سلامتی کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول فرمایا۔

پس ہم نے اس سلامتی کے شہزادہ کو پہچانا اور آپ پر ایمان لائے اور اس بات پر پختگی سے قائم ہیں اور پورا یقین حاصل ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل حضرت مسیح موعودؑ کی طرف حقیقی معنوں میں منسوب ہونے والے شیطان کے ہر قسم کے حملوں اور مخالفین کے ہر قسم کے منصوبوں سے محفوظ رہیں گے۔ دنیا اپنی طرف سے پورا زور لگا چکی ہے لگا رہی ہے اور لگاتی رہے گی اور ہمیں اس کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے۔ اسّی ۸۰ سال سے دنیا نے مخالفت کا کوئی منصوبہ نہیں چھوڑا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا بدزبانی بھی کی، ایذا رسانی بھی کی اور اپنی طرف سے ہماری ہلاکت اور تباہی کے سامان بھی کئے حکومت سے چغلیاں بھی کیں جھوٹے مقدمات بھی بنائے۔ غرض اپنی طرف سے پورا زور لگایا لیکن وہ وجود جسے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا سہارا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی دعائیں حاصل تھیں دنیا کی کون سی طاقت تھی جو اسے ہلاک یا تباہ کرسکتی یا اس کے لئے ناکامیوں کے سامان پیدا کرسکتی؟ اسّی سال سے مخالفت ہر قسم کے منصوبے بناتی رہی ہر قسم کی سازشیں کرتی رہی مگر ان اسّی سالوں میں دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے پہنچ کر دنیا کے دلوں میں ایک انقلاب پیدا کیا اور جس شخص کو ظاہری اقتدار رکھنے والوں نے (سیاسی اقتدار ہو مذہبی کچھ ہو) دھتکار دیا اور نفرت اور حقارت کی نگاہ اس پر ڈالی ان کے لئے خدا تعالیٰ نے ۷۔۸ ہزار میل دور بسنے والوں کے دلوں میں چاہت کا ایسا سمندر پیدا کیا کہ جو انسانی عقل کو حیران کرنے والا ہے دنیا اپنا کام کرتی چلی گئی مخالفین اپنے منصوبے بناتے چلے گئے کفر کے فتوے دینے والوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا شور مچا مچا کر کہ یہ کافر ہے لیکن اس شور وغل میں اس شخص کو اور اس کے ماننے والوں کے کانوں میں اللہ تعالیٰ کے پیار کی یہ آواز گونجی کہ دنیا تمہیں کافر کہتی ہے لیکن میں تمہیں مسلمان سمجھتا ہوں اور تمہارے ساتھ ہوں دنیا کے کافر کہنے سے کیا بنا یا کیا بن سکتا ہے؟ کفر تو وہ ہے جس کا فتویٰ خدا دے لعنت تو وہ ہے جو آسمان سے نازل ہو۔

کبھی کوئی دنیا دار بھی آسمانی لعنتوں کے سامان پیدا کر سکتا ہے؟ ایک ذرہ بھر عزت دینے کے تو تم قابل نہیں ہو ذلیل کرنے کی طاقت تمہیں کس نے دی ہے؟ ذلیل تو وہی ہے جو خدا کی نگاہ میں اپنے لئے ذلت دیکھتا ہے اور اپنے کام میں اپنے لئے ذلت کے سامان محسوس کر رہا ہے اور عزت وہ ہے جو خدا سے ملتی اور خدا کے سرچشمہ سے نکلتی ہے۔ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ۔ اَلْعِزَّةُ لِلّٰه۔ اَلْعِزَّةُ لِلّٰہِ۔ عزت کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جسے وہ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ساری دنیا بھی اگر مل کر اسے ذلت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ ساری دنیا اس کے قبضہ اور تصرف میں ہے جیسا وہ چاہتا ہے ویسا ہوتا ہے کوئی طاقت اس کے ارادہ میں تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی اور نہ اسکا مقابلہ کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مہدی معہود کے لئے سلامتی کی دعائیں کروائیں اللہ تعالیٰ نے مہدی معہود کو خود وحی کے ذریعے فرمایا کہ تم سلامتی کے شہزادے ہو صرف تم ہی محفوظ نہیں بلکہ جو رعایا (یعنی جماعت) ہے وہ بھی محفوظ رہے گی سلامتی کے شہزادے کے معنے ہی یہ ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے یہ کہا کہ جب میرا محبوب ترین روحانی فرزند آئے تو دیکھنا وہ سلامتی کا شہزادہ ہوگا تم اسے میری طرف سے سلام پہنچانا اور سلامتی حاصل کرنے کے لئے اور خدا کی امان میں آنے کے لئے اس کے متّبعین اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو جانا۔ غرض حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کو یہ فرمایا کہ سلامتی چاہتے ہو دنیا میں عزت چاہتے ہو، دنیا میں بڑائی چاہتے ہو، دُنیا میں غلبہ چاہتے ہو، دُنیا میں ایک ارفع مقام چاہتے ہو تو اس کے ساتھ شامل ہونا پڑے گا اور اس کے کان میں یہ کہنا اَللّٰهُ يُعْلِيْنَا وَلَا نُعْلٰى اللہ تعالیٰ ہمیں ارفع اور بلند کرے گا اور کوئی دوسری طاقت ہمارے اوپر غالب نہیں آ سکتی چنانچہ ہم اس مہدی معہود پر ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عصمت کا ایک عام وعدہ بھی دیا تھا جو قرآن کریم کی مختلف جگہوں میں آیا ہے میں نے اس وقت چار مختلف آیتیں یا ان کے ٹکڑے لے کر ان کی تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب میں فرماتا ہے کہ دیکھو اس اصول کو کبھی بھولنا نہیں ہے کہ ذلت اور عذاب کا حکم آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسی طرح رحمت کا حکم بھی آسمانوں

ہی سے آتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل کرنے کے لئے یا کسی کو عذاب پہنچانے کے لئے یا کسی پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے لئے آسمانوں پر فیصلہ کرے تو دنیا کی کوئی طاقت نہ ایسے انسان کو عزت دے سکتی ہے اور نہ الٰہی عذاب سے اسے بچا سکتی ہے اور نہ عذاب الٰہی کی گرفت سے اسے چھڑوا سکتی ہے لیکن اس کے مقابلے میں اگر کسی شخص یا کسی قوم یا کسی جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے تو ساری دنیا اگر اس کے خلاف مخالفانہ کاروائی شروع کر دے تب بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جوش میں کمی نہیں آ سکتی کیونکہ وہ رحمت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس کے بندوں کے لئے جوش میں آتی ہے کوئی شخص اس کی رحمت کو روک نہیں سکتا۔

اس میں ہمیں صرف اصولی طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر پختہ ایمان لانا ضروری ہے (ایمان کے متعلق میں نے پیچھے دو خطبے دیئے ہیں ابھی چھپے نہیں۔ میں نے ان خطبات میں بتایا ہے کہ) اللہ پر پختہ ایمان کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل ہو اور ہم ان پر پختگی کیساتھ ایمان لانے والے ہوں۔ معرفت کے بغیر ایمان پختہ نہیں ہوتا کوئی یہ نہ سمجھے کہ معرفت کے بعد پختگی ایمان ضروری ہے یہ درست نہیں ہے مثلاً شیطان کو اللہ تعالیٰ کی صفات کی پوری معرفت تھی لیکن پھر بھی اس نے شیطنت کی، بغاوت کی اور اباء اور استکبار اختیار کیا۔ پس معرفت بھی ہو اور پھر پختگی ایمان بھی ہو تب اللہ تعالیٰ کا یہ جو مطالبہ ہے کہ میرے اوپر اور میری صفات پر پختہ ایمان لاؤ وہ پورا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے اس پر ہمارا پختہ ایمان ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ عذاب کی گرفت میں لانا چاہے تو نہ کوئی قضا اسے بچا سکتی ہے نہ کوئی سیاست اسے محفوظ رکھ سکتی ہے نہ کوئی دنیا کا منصوبہ اس کی حفاظت کا سامان پیدا کر سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے تو بڑے بڑے دنیا دار لوگ جو مرضی کرتے رہیں کچھ نہیں ہوتا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

جب حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا تو اس وقت کے علمائے ظاہر میں سے جو چوٹی کے علماء تھے وہ اکٹھے ہوئے انہوں نے سر جوڑا، مشورے کئے منصوبہ بنایا اور

پھر سارے ہندوستان کے دوسو بڑے بڑے علماء کے دستخطوں سے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ شائع کر دیا۔ لوگ بڑے خوش ہوئے کہ چوٹی کے دوسو عالموں نے اس مدّعی مہدویت کے خلاف کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے وہ سمجھتے تھے کہ چوٹی کے دوسو علماء اگر کسی پر کفر کا فتویٰ لگائیں تو وہ ذلیل اور ناکام ہو جاتا ہے اُن کا یہ خیال تھا تبھی انہوں نے یہ فتویٰ دیا نا! مگر خدا تعالیٰ آسمانوں پر مسکرا رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ یہ میرا بندہ ہے اور میں اسے عزت دوں گا میں نے اسے اپنے کام کیلئے کھڑا کیا ہے یہ کامیاب ہوگا۔ دوسو کیا اگر ساری دنیا کے دولاکھ چوٹی کے علماء بھی فتویٰ دیں تو وہ اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت ان سب نے میرے خلاف یہ منصوبہ بنایا چند غیر معروف آدمی میرے ساتھ تھے چنانچہ مخالفین بڑے خوش ہوئے کہ وہ مارا وہ گرایا مگر اس خدا نے فرمایا میرے ہاتھ پر یہ بیٹھا ہے تمہیں طاقت ہے اسکو مارنے اور گرانے کی؟ ہرگز نہیں چنانچہ جو خدا نے فرمایا وہی پورا ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہی وعدہ دیا ہے انہی الفاظ میں کہ تو اور تیرے ماننے والے میری حفاظت میں ہیں اور یہ لوگ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

پس دنیا کی قضا یا دنیا کی سیاست یا دنیا کا انتظام یا دنیا کے منصوبے یا دنیا کے علماء یا دنیا کے فلاسفر احمدیت کو نہیں مٹا سکتے اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ احمدیت کو نہیں مٹا سکتے اسلئے نہیں کہ ہمارے اندر کوئی خوبی ہے آپ سے تو میں یہ کہوں گا کہ آپ عاجزانہ راہوں کو اختیار کریں کبر وغرور کو اپنے دل میں پیدا نہ ہونے دیں اور اس دل کو کبر وغرور کی بجائے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر پختہ یقین کے ساتھ بھر دیں اور اپنے ایمانوں کے تقاضوں کو پورا کریں آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے وعدے انشاء اللہ پورے ہوتے جائیں گے۔

پس سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ (اپنی مشیت کے تحت) ذلیل کرنا چاہے یا عذاب دینا چاہے تو تم اس سے بچ نہیں سکتے۔ ساری دنیا کی حکومتیں مل کر بھی تمہیں الٰہی عذاب سے بچا نہیں سکتیں ابوجہل کو کس نے بچایا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف جنہوں نے آگ جلائی تھی وہ کہاں ہیں؟ انبیاء کے مخالفین یا ان کی اولاد کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹا دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام پر تمسخر کرنے والے اور انہیں کافر کہنے والے کدھر گئے؟ طوفان کے اندر بہہ کر سمندر کی تہوں میں شاید ان کے ذرّے بکھرے ہوئے ہوں مگر ان کا نام ونشان مٹ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی مخلوق تو اسے پیاری ہے نا! ان ظالموں کے جسموں کے ذروں کو شاید ان گھوڑوں میں بھی تبدیل کر دیا ہو جن پر سوار ہو کر مسلمان ایک طرف ایران میں اور دوسری طرف روم کی سلطنت میں گھس گئے۔ کون کہہ سکتا ہے ہم نے تو نہ ذروں کا پیچھا کیا اور نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کدھر گئے لیکن اس مادی دنیا کے ذرے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اپنی شکلیں بدلتے رہتے ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اگر میرے عذاب سے بچنا چاہتے ہو اگر میری ذلت سے بچنا چاہتے ہو تو تمہیں میرے پاس آنا پڑے گا کوئی اور تمہیں بچا نہیں سکتا اور اگر میری رحمت کے تم وارث ہو جاؤ تو دنیا کی طرف تمہیں نگاہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ دنیا تو ایک مرے ہوئے مچھر کے کیڑے سے بھی کم حقیقت رکھتی ہے پھر تمہیں ان کی کیا پرواہ ہے؟

یہ مضمون مختلف آیات میں اپنے Context (کنٹیکسٹ) میں بھی ہے اور جو میں نے ان آیات کی ترتیب دی ہے اس سے ایک اور مضمون ابھرتا ہے پہلی آیت میں یہ بتایا تھا کہ عذاب یا رحمت کا پہنچانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس واسطے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اگر تم اس کے عذاب سے بچنا اور اس کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو۔ سورۃ النساء کی اس دوسری آیات میں (جس کی میں نے تلاوت کی ہے) یہ کھول کر بتایا گیا ہے کہ اِعۡتَصَمُوۡا بِهٖ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے شیطانی یلغار، نفس کی یلغار، دل کے بدخیالات ہیں ان کی یلغار، نفاق کی یلغار، مخالفت کی یلغار، انکار کی یلغار اور مخالفانہ منصوبوں کی یلغار اور سب لوگوں کے اکٹھے ہو کر مغلوب کر دینے کی یلغار سے اپنے بچاؤ کا انتظام کرو۔ جتنی بھی کوئی تصور میں لاسکتا ہے یا حقیقت میں پیدا ہوسکتی ہیں ان سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کو اپنا ذریعہ بناؤ اس کی طرف آؤ اور اس کا ذریعہ یہ ہے فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِهٖ (النساء: ۱۷۶) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو تب تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ گے اور جب تم اللہ کی پناہ میں آجاؤ گے تو پھر دنیا تمہیں ذلّت کے گڑھے میں پھینک

نہیں سکے گی پھر دنیا تمہیں عذاب کے تندور کے اندر دھکیل نہیں سکے گی پھر دنیا تمہارے ناک میں نکیل ڈال کر ذلیل کرنے کے لئے گلیوں میں پھرا نہیں سکے گی بلکہ پھر یہ ہوگا۔ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ (النساء: ۱۷۶) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں تمہیں داخل کردے گا اپنے فضل کے محلوں کے اندر تمہیں لے جائے گا اپنے سلامتی کے حصار میں تمہیں رکھے گا وَيَهْدِيهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطاً مُّسْتَقِيمًا (النساء: ۱۷۶) اور جو اس نے قرآن کریم کے ذریعہ ایک سیدھا راستہ اپنی طرف پہنچانے کے لئے مہیا کیا ہے اس پر تمہاری انگلی پکڑے گا اوراس راستے پر تمہیں لے جائے گا اورتم کامیاب ہوجاؤ گے کیونکہ جو شخص صراط مستقیم پر اللہ تعالیٰ کی انگلی پکڑ کر چل رہا ہوا سکے ناکام ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری جگہ یہ فرمایا کہ جب ہم نے یہ کہا ہے کہ ایمان لائے (وہاں وہ ماضی کا صیغہ ہے مفہوم وہی ہے) کہ جولوگ ایمان لائے یا اگرتم ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ کو اپنی پناہ کا ذریعہ بنالو اوراسکے نتیجہ میں رحمت اور فضل تمہیں ملے گا۔ ذلّت اور رسوائی اور ناکامی اور دشمنوں کا غلبہ تمہارے نصیب میں نہیں ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس ایمان کے جو تقاضے ہیں وہ تمہیں پورے کرنے چاہئیں پھر فرمایا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا یہاں تقویٰ ایک اور وسیع مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرتم میرے ان احکام کا جو میں نے قران کریم میں دیئے ہیں بجا آوری میں ثابت قدمی دکھاؤ اوراگرتم دنیا کی تمام Temptations (ٹیمپٹیشنز) یعنی وہ باتیں جو غیراللہ کی طرف کھینچنے والی ہیں ان سے تم بچو تو لَايَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا تو جو تمہارا دشمن ہے ان کا کوئی منصوبہ تمہیں ضرر یا تکلیف نہیں پہنچا سکتا غرض اللہ تعالیٰ نے جو احکام جاری کئے ہیں جسے ہم اسلام کہتے ہیں اور سارے احکام سے مل کر اسلام بنتا ہے۔ کسی ایک حکم کے مطابق بھی اگر شیطان کی طرح انسان اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کھڑا ہوجائے تو اس کی ناراضگی کو مول لینے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگرتم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا چاہتے ہو تو چھ سو سے زائد حکم جو قرآن کریم میں ہیں تم ہر ایک کی تعمیل کرو اور قرآن کریم کی پوری تعلیم کا جوا اپنی گردن پر رکھو تب تم ان فضلوں کے وارث ہوگے۔

آل عمران کی اس آیت میں یہاں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم ثباتِ قدم دکھاؤ جو تعلیم دی ہے جو سیدھا راستہ ہے اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہونا خواہ کچھ ہو جائے اس پر تم نے قائم رہنا اور یہ کامل معرفت اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر کامل ایمان کا نتیجہ ہے۔ پہلے لوگ جن کے ساتھ آپ اپنے آپکو فخر کے ساتھ بلایا کرتے ہیں کہ ہم ان سے مل گئے یعنی ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کے ماتحت تو ان کا نمونہ یہ ہے کہ چار چار پانچ پانچ گنا زیادہ فوج سامنے ہوتی تھی ہتھیاروں میں بھی کئی کئی گنا زیادہ اور تعداد میں بھی زیادہ۔ بڑی اچھی تلواریں بڑے اچھے نیزے بسااوقات ایک ایک کے پاس چھ چھ تلواریں ہوتی ہیں مگر ہمارے مسلمانوں کی ایسی بیسیوں مثالیں ہیں کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی تو دوسری تلوار نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ مدد کو آتا۔ مدّ مقابل یعنی دشمن کو کسی نے نیزہ مارا اس کی تلوار اس نے پکڑ لی ورنہ وہ موت کے منہ میں اپنے آپکو دیکھتا تھا اللہ تعالیٰ آسمان سے آکر اس کی مدد کرتا تھا اور حفاظت کرتا تھا اور اس کی جان بچ جاتی تھی انہوں نے موت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ الٰہی سلسلے جو ہیں ان کی جدوجہد اور کشمکش میں جانی قربانی بھی دینی پڑتی ہے اور مالی قربانی بھی دینی پڑتی ہے چونکہ اسلام کی مخالف قوتوں کے ساتھ ہماری دلائل کی جنگ ہے اس واسطے اس قسم کی شہادت کا میدان ہمارے سامنے نہیں آتا لیکن ہم اس سے محفوظ نہیں ہیں ہمارے عبداللطیف صاحب شہید دلائل کی تلوار لے کر گئے تھے اور پتھروں کی نوکوں سے انہیں شہید کر دیا گیا یہ دروازہ کلی طور پر بند نہیں شکل کچھ بدلی ہوئی ہے جب مخالف دلائل سے عاجز آجاتا ہے تو وہ کہتا ہے اور تو کچھ نہیں بنتا چلو اسکو ماردو۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ایک کو تم نے جنّت میں بھیج دیا اور دس ہزار اس کے مقابلے میں اور پیدا ہو گئے جن میں پہلے اتنی پختگی نہیں تھی جتنی اس شہادت کے بعد پیدا ہوگئی ایک ہزار صحابیؓ یرموک کے میدان میں شہید ہوا ہے اور یہ وہ صحابی نہیں تھے جنہوں نے ایک دفعہ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور واپس چلے گئے سارے تربیت یافتہ تھے جو شہید ہوئے اور ان میں ایک سو بدری صحابیؓ تھے جب کہ بدری صحابہؓ کی کل تعداد ۳۱۳ ہے جن میں سے کچھ اس سے پہلے فوت بھی ہو چکے ہونگے بہر حال یرموک کی جنگ میں ایک سو بدری صحابیؓ شہید ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُخروی زندگی پر انہیں اس قدر پختہ ایمان تھا کہ میں نے کئی دفعہ سوچا ہے کہ وہ لوگ اِس دنیا سے اُس دنیا کی طرف اس

قدر خوشی اور آسانی کے ساتھ انتقال کر جاتے تھے کہ شاید ہمیں اس سے زیادہ بوجھ محسوس ہوتا ہو اپنے سونے والے کمرے سے بیٹھنے والے کمرے تک پہنچنے میں۔ کوئی فرق ہی نہیں تھا جس طرح نائیلون کا پردہ بیچ میں پڑا ہو دو زندگیوں میں تو کہتے کچھ نہیں اس پردے کے سامنے سب کچھ نظر آ رہا ہے کوئی پرواہ ہی نہیں تھی یہ ایمان چاہئے اور وعدہ بڑا زبردست ہے اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے کیونکہ بعض نے شہید ہونا تھا۔ لَنۡ یَّضُرُّوۡکُمۡ اِلَّاۤ اَذًی (اٰل عمران: ۱۱۲) تمہیں تھوڑی سی تکلیف اجتماعی زندگی کے لحاظ سے پہنچے گی یعنی یرموک کے شہداء جن میں ایک ہزار صحابی اور ۴۔۵ ہزار دوسرے مسلمان شہید ہوئے اور ان کے مقابلے میں دشمن اپنی وہاں ستر ہزار لاشیں چھوڑ کر بھاگا تھا کوئی مقابلہ ہی نہیں جو ایذاء ان کو اس میدان میں پہنچی اس کے مقابلے میں جو مسلمانوں کو قربانی دینی پڑی اس کے متعلق بغیر کسی حاشیہ آرائی یا مبالغے کے یہ کہا جا سکتا ہے لَنۡ یَّضُرُّوۡکُمۡ اِلَّاۤ اَذًی (اٰل عمران: ۱۱۲) تمہیں تکلیف پہنچے گی لیکن اس کے بدلے میں تمہیں اتنی زبردست فتح ملے گی کہ تمہاری تکلیف یا تمہاری قربانی یا تمہارے آدمیوں کی تعداد جو شہید ہوئے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھے گی اور یہ وہ جنگ تھی جس نے روم جیسی بڑی سلطنت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی تھی اس سے پہلے بھی معمولی جنگیں ہوئیں، بعد میں بھی ہوئیں لیکن یہاں تو بعض کے کہنے کے مطابق اڑھائی لاکھ رومی اکٹھا ہوا ہوا تھا انہوں نے یہاں اپنی آخری بازی لگائی تھی یا ہاریں گے یا ہماری سلطنت تباہ ہوگی اور کوئی بچ کر گیا ہے؟ آدمی تاریخ پڑھکر حیران رہ جاتا ہے عقل تیز، فراست تیز، تلوار کی دھار تیز، گھوڑوں کی جہت تیز، نیزوں کی انّی تیز ہر چیز میں تیزی آئی ہوئی تھی۔ اس کے مقابلے میں ان کی عقلیں ماری ہوئیں دلوں کے اندھیرے، سمجھ نہیں آتا تھا خود بھاگ کر ایسی جگہ پہنچ گئے کہ جہاں ڈھلوان کوئی نہیں تھی اور جب پیچھے سے مسلمانوں کا دباؤ پڑا تو ایک دوسرے کو دھکا دیتے ہوئے پہاڑی سے نیچے گرتے گئے اور مرتے چلے گئے ورنہ چند ہزار کا ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرنے کے لئے تلواریں چلانے سے بھی شاید بہتوں کے پٹھے ہمیشہ کے لئے بیمار ہو جاتے لیکن آپ ہی اپنی موت کا سامان بن گئے بھاگے تو ادھر بھاگے، یہ ٹھیک ہے کہ حضرت خالدؓ کی فراست تھی انہوں نے خاص جہات سے ان پر دباؤ ڈالا تھا لیکن ان کی تو عقل ماری ہوئی تھی ورنہ وہ حضرت خالدؓ کی فراست سمجھ کر دوسری جگہ کا رُخ کر سکتے تھے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایذاء تو تمہیں پہنچے گی لیکن معمولی سی ایذاء ہوگی ان بشارتوں کے مقابلے میں، ان فتوحات کے مقابلے، میں ان قربانیوں کے مقابلہ میں، اس پیار کے مقابلہ میں جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہیں نظر آئے گا اس کی رضا کے مقابلہ میں جسے تم حاصل کرو گے کتنے ہیں جو چارپائی پر جان دیتے ہیں میں سوچا کرتا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ خطرناک چارپائی ہے کیونکہ سب سے زیادہ اموات چارپائی پر ہوتی ہے۔ جنگوں میں خصوصاً پچھلی دو عالمگیر جنگوں میں بڑی قتل و غارت ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چھ ماہ میں چارپائی پر مرنے والوں کی تعداد ان مرنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہے جو ان جنگوں میں مارے گئے۔

پس مرنا تو ہر ایک نے ہے سوال یہ ہے کہ کیا تم نے چارپائی پر مرنا ہے؟ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ایک آدمی باہر سے بڑا ہنستا کھیلتا آتا ہے بیوی سے کہتا ہے میرے کھیت بڑے لہرا رہے ہیں۔ بڑی آمد ہوگی بیوی پانی لے کر آتی ہے وہ پانی پیتا ہے قولنج ہوتی ہے اور وہیں اسکا دم نکل جاتا ہے۔ چارپائی پر آرام کرنے کے لئے بیٹھے تھے اور وہاں سے جنازہ اٹھ گیا پس اگر تو زندگی اور موت میرے یا آپ کے ہاتھ میں ہو تو پھر آپکو یہ اختیار بھی ہے کہ آپ یہ کہیں کہ ہم موت پر زندگی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اگر آپ کے ہاتھ میں زندگی اور موت نہیں اور یقیناً آپ کے ہاتھ میں زندگی اور موت نہیں تو پھر کس پر کس چیز کو ترجیح دینے کا اپنے آپ کو حق دار یا اہل سمجھتے ہو۔ حماقت ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں منافقوں نے کہا تھا کہ وہ موت سے بچکر واپس جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ موت تو تمہیں آکر پکڑے گی جہاں مرضی چلے جاؤ ان میں سے کون بچا؟ ایک طرف ذلّت کی موت ہے ایک طرف عزت کی زندگی ہے اور عزت کی موت ہے۔ عزت کی موت مرنے کے بعد کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ کا پیار ہے اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ہیں اور ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں گود میں بٹھاتا اور ماتھے کو پیار کرتا ہے ہزاروں آدمیوں کا یہ اپنا ذاتی مشاہدہ ہے اس کو چھوڑ کر کسی ٹٹ پونجیئے جاہل نوجوان کی ہنسی اور تمسخر یا فتوے سے ہم گھبرا جائیں گے؟ مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتوے سے ہم نہیں گھبرائے جو ظاہری لحاظ سے بہت بڑے عالم تھے اس وقت کے عالموں کی بھی عجیب حالت تھی بڑے علماء کے دو حصے ہوگئے ایک عیسائیت کی گود میں جا پڑا اور دوسرا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر کفر بازی کے کام میں مشغول ہو گیا اور جو اُن کے کام تھے وہ انہیں بھول گئے انہوں نے نہیں کئے۔ خدا کرے کہ آج کی نسل ان سے سبق سیکھے اور عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرے ہمارے دل میں تو کسی کے خلاف نہ غصہ ہے نہ نفرت ہے ہم تو سب کے لئے دعا کرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں اور سب سے پیار کرتے ہیں (اردو میں جو اس معنی میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے) شدید سے شدید معاند کے خلاف بھی ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں تو کبھی نفرت اور غصہ پیدا نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں کہ کسی سچے احمدی کے دل میں بھی پیدا نہیں ہوتا ہو گا ہمارے دل میں تو رحم پیدا ہوتا ہے ہمارے دل میں تو ”بخع“ کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے میں اس وقت اسے بیان نہیں کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے زندگی اور توفیق دی تو انشاء اللہ کسی اور وقت اسے بیان کرونگا۔

بہر حال ہمیں کسی سے نفرت نہیں ایک نوجوان بڑے جوش میں آئے کہ ہمارے گاؤں کا مولوی ہمیں بہت گالیاں دیتا ہے میں مسکرایا اور اس سے کہا کہ تم جا کر اس کی تسلی کرا دو کہ جتنا چاہو زور لگا لو ہمارے دل میں تم اپنی نفرت پیدا نہیں کر سکتے۔ ہمیں خدا نے نفرت کرنے کے لئے پیدا ہی نہیں کیا ہمیں پیار سے ساری دنیا کے دل جیتنے کے لئے پیدا کیا ہے ہم عیسائیوں کے دل جیت رہے ہیں تو وہ جو کاخِر کُنند دعوئے حُبِّ پَیَمْبَرَم (درثمین فارسی صفحہ ۱۰۷) ان کے دل بھی تو ہم نے ہی جیتنے ہیں وہ تو پھر بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں غلطی خوردہ ہیں، لاعلم ہیں سب کچھ ہیں لیکن منسوب تو ہمارے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتے ہیں ان سے ہم نے زیادہ پیار کرنا ہے لیکن کسی کے کہنے سے اگر کوئی کچھ فکر کرتا ہے تو اسے اپنی تاریخ کا پتہ نہیں۔

میں نے بتایا ہے کہ چوٹی کے دو سو علماء نے اس وقت کفر کا فتویٰ دیا جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چند آدمی تھے چنانچہ چوٹی کے ان دو سو علماء کے کفر کے فتووں نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا کیونکہ خدا نے کہا تھا کہ یہ میرے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین روحانی فرزند ہے اسے میں اپنی گود میں بٹھاؤں گا اور یہ میری پناہ میں رہے گا دنیا جو مرضی کر لے لوگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بے شمار وعدے ہیں آپ کو دیکھنے

چاہئیں مجھے بتانے چاہئیں میں انشاء اللہ بتاؤں گا ہمارا انہوں نے کیا بگاڑا؟ جو آج ایک یا دو یا زیادہ جو اُن مولویوں کے مقابلے میں ظاہری علمیت بھی کچھ نہیں رکھتے ان کے کفر کے فتوے ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟ جو مرضی کرتے رہیں۔ ہمیں جو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے ان کے اندھیروں کو دُور کرے اور ان کے سینوں کو نور سے بھر دے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح ہم سے پیار کر رہا ہے اور ہمیں اس کا اہل سمجھتا ہے (خدا کرے کہ ہم اس کے پیار کے ہمیشہ ہی اہل رہیں اور) اسی طرح یہ لوگ بھی اس کے پیار کے اہل بن جائیں پھر وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر پیار کرنے والا ہے اور جو لذت انسان خدا سے تعلق رکھ کر حاصل کرتا ہے وہ دنیا کی کسی چیز میں نہیں مل سکتی نہ رشتہ داریوں کے تعلقات میں وہ لذت ہے نہ پھلوں میں وہ لذت ہے نہ اجناس میں وہ لذت ہے نہ پانی میں وہ لذت ہے اور نہ شدید سردی کے موسم میں گرم لحاف میں وہ لذت ہے نہ انتہائی گرمی کے وقت ریفریجریٹر اور ایرکنڈیشنڈ میں وہ لذت ہے غرض دنیا کی کسی چیز میں وہ لذت نہیں جو اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق رکھنے سے انسان حاصل کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق رکھنے والے بن جائیں اور اس مہدی معہود کو پہچاننے لگیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (جب کہ میں نے ابھی بتایا ہے) محبوب ترین روحانی فرزند تھا ویسا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نہیں کیا اگر کیا ہوتا تو اسے اپنا سلام بھی بھجواتے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ انہیں یہ بات سمجھ آ جائے۔ ہمارے لئے ابتلاء مقدر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا امتحان لینا ہے لیکن ہم میں سے جو پاس ہو جائے جنہیں اللہ تعالیٰ یہ سمجھے کہ یہ امتحان میں پورے اترے ہیں اور خدا کرے کہ ہم سارے ہی اس امتحان میں پورے اتریں ان کے لئے جو بشارتیں دی گئی ہیں ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں جو محبت کا پیغام دیا گیا ہے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہے اس اجتماعی حیاتِ احمدیت سے اللہ تعالیٰ جو پیار کر رہا ہے جو اجتماعی معجزے دکھا رہا ہے جو دنیا کے دلوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر رہا ہے دنیا کے دل میں جو یہ ایک احساس پیدا کر رہا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور اللہ تعالیٰ کی

صفات کا ہمیں احمدیت کی وجہ سے پتہ لگا ہے اس واسطے ایک طرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا سمندر ان کے دلوں میں موجزن ہوا تو دوسری طرف وہ ہمارے ساتھ پیار کرنے لگ گئے کیونکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ کتنا بڑا احسان ہے اس چھوٹی سی غریب جماعت کا کہ وطنوں سے بے وطن ہوکر اور اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ کر انہوں نے ہماری خاطر یہ قربانی دی کہ ہمیں آج وہ حسین چہرہ جس سے بڑھکر کوئی حُسن نہیں وہ حسین چہرہ جو خود منبع اور سرچشمہ ہے تمام حسنوں کا اس کے ساتھ متعارف کروایا اس کی معرفت ہمیں حاصل ہوگئی اسلئے وہ ہم سے پیار کرتے ہیں اور ہم ان سے پیار کرتے ہیں کیونکہ ہم دونوں ایک ہی کشتی میں ہیں یعنی نوح کی کشتی جسکے متعلق سلامتی کا وعدہ ہے۔

پس ابتلاء تو آئیں گے لوگ کافر کہنے سے باز نہیں آئیں گے جب تک کہ وہ آخری وعدہ پورا نہ ہوجائے جو ہمیں افق پر نظر آرہا ہے اور عنقریب پورا ہونے والا ہے۔ بیس۔ تیس یا پچاس سال دنیا کی زندگی میں یہ کوئی زمانہ نہیں لیکن یہ کوئی لمبا عرصہ نہیں ہے۔ اب میری تو رائے یہ ہے کہ شاید اس کے آثار بیس اور تیس سال کے اندر شروع ہوجائیں گے گو اس کا کلائمیکس ممکن ہے صدی کے اندر کسی وقت ہو لیکن نمایاں طور پر ایک بات سامنے آجائے گی کہ احمدیت جیت چکی ہے اور اس کی مخالفت ناکام ہوچکی ہے۔ بہرحال غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہم تو جو سمجھتے ہیں وہ نیک نیتی سے بیان کردیتے ہیں تاکہ آپ بھی دعا کریں اور سارے مل کر یہ دعا کریں کہ جو ہمارے اندازے ہیں وہی صحیح نکلیں جلد تر ساری دنیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آکر جمع ہوجائے اور اپنے رب کے حضور اسلام (لفظ اسلام اور معنی اسلام) جو قربانی چاہتا ہے اسکو ہمیں پیش کرنا چاہئے ہماری یہ دعا اور یہ تمنا ہے۔

غرض کسی سے بگاڑ نہیں نہ کسی سے نفرت اور دشمنی ہے اپنے آپ کو ہم کچھ سمجھتے نہیں نہ کبر نہ غرور نہ بڑائی اور نہ فخر ہے لاشے محض خود کو سمجھتے ہیں اور سوائے اللہ کے ہر دوسری ہستی کو لاشے محض سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بشارتوں پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمیں تسلی اور تسکین دلاتے ہیں کہ آخر اسلام اور احمدیت کا غلبہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے سلامتی کا سامان پیدا کیا ہے آگیں ہمارے لئے جلائی جائیں گی مگر ہمیں بھسم کرنے اور راکھ

کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے معجزانہ ہاتھ دکھا کر دنیا پر یہ ثابت کرے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو ناکام نہیں کرسکتی دنیا کی کوئی آگ انہیں جلا نہیں سکتی۔ دنیا کا کوئی منصوبہ انہیں منتشر نہیں کرسکتا۔

جو نئی پریشانی پیدا ہوئی ہے نوجوانوں کے دماغوں میں ہے پریشانی ہمارے لئے تو وہ کوئی پریشانی نہیں اسی کے سلسلہ میں دراصل میرا یہ خطبہ ہے اس سے پہلی رات مجھے ابھی پتہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ ساری رات مخالفین کی ناکامیوں اور جماعت کی کامیابیوں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ کبھی قرآن کریم کی آیات، کبھی اپنے فقرے اور بس نیم بیداری اور نیم غنودگی کی حالت میں قریباً ساری رات یہی کیفیت رہی میں صبح اٹھکر بڑا خوش ہوا لیکن مجھے کچھ فکر بھی تھی کہ جب بہت تسلی دی جاتی ہے تو کہیں سے کوئی وار بھی ہونے والا ہوتا ہے چنانچہ بعد میں پتہ لگ گیا کہ یہ ایک وار ہوا ہے۔

ایک چیز میں بھول گیا اس کا مجھے افسوس ہے خواب میں میں انگریزی میں تین فقرے کہتا ہوں تین مختلف انبیاء کی قوموں کے متعلق غالباً شرعی نبی جو پہلے گزرے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شانیں ہیں پہلی زندگی میں آپؐ دنیا پر محمدؐ کی شان میں جلوہ گر ہوئے تھے اور اس زمانہ میں آپ اپنی احمد کی شان میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے بلکہ میرا خیال بھی یہی ہے کہ یہ دو شانیں اور ایک پہلے کے کسی نبی کی شان اور فقرے وہ ایسے ہیں کہ سوچ کر مجھے بڑا ہی افسوس ہوا وہ بڑے عجیب یعنی وہ فقرے ایسے نہیں کہ انسان بنا سکے بلکہ ایسے تھے کہ جس طرح آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور ان سے میں نے بڑی لذت محسوس کی لیکن وہ میری زبان پر جاری ہوتے ہیں اور آخری فقرے کا صرف ایک لفظ یاد رہ گیا اور اس میں یہ فقرہ کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی خصوصیات اور جماعت احمدیہ کی کامیابیوں کا راز اس بات میں ہے پھر وہ Phrese (فریز) لمبی تھی مگر اس میں صرف Decepline (ڈسپلن) کا لفظ یاد رہ گیا یعنی نظم و اطاعت اور یہ حقیقت ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ خوشخبری ملی ہے کہ دامن خلافت کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرتا چلا جائے گا اور اپنے فضل تم پر نازل کرتا چلا جائے گا مثلاً خلافت کی جو قدر پہلے صحابہؓ نے کی وہی قدر جماعت کو کرنی چاہئے۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید کو

معزول کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں وہی کوڑا تھا جو خلافت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کسی کو زیادہ استعمال کی ضرورت پڑ جاتی ہے کسی کو کم پڑتی ہے۔ کسی کا وہ کوڑا نمایاں ہو کر سامنے آ جاتا ہے کسی کا کبھی کبھی سامنے آتا ہے اسلئے لوگ اسے بھول جاتے ہیں خلافت خلافت میں تو کوئی فرق نہیں۔ ہر خلیفہ کے فرائض واختیارات ایک جیسے ہیں۔ کوڑا بھی ایک جیسا ہے کیونکہ اگر وہ کوڑا خلافت عمر کا حصہ نہیں تھا تو وہ ناجائز تھا اور ان کی طرف ہم کوئی ناجائز بات منسوب نہیں کرتے اگر وہ جائز تھا تو خلافت کا حصہ تھا اور ہر خلافت کا وہ حصہ ہے چنانچہ وہ کوڑا حضرت خالدؓ بن ولید پر چلا۔ یہ تو ایک ضمنی بات ہے لیکن جو لوگ بعد میں آئے اور جن کی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدھ ملاقات ہوئی تھی یعنی اگر صحابی بھی تھے تو اس قسم کے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایمان لائے تھے مگر بڑے مخلص اور فدائی بن گئے انہوں نے جب حضرت خالدؓ کی معزولی کا سنا تو بڑے پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا؟ اتنا بڑا جرنیل جس نے اتنی بڑی قربانیاں دیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر اتنی فتوحات بخشیں اور ایک فقرہ لکھا ہوا نکلا کہ ان کو معزول کر دو۔ انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اگرچہ بغاوت نہیں کی لیکن طبیعتوں میں بشاشت نہیں پیدا ہوئی چنانچہ اکابر صحابہؓ کے پاس ان لوگوں کا ایک وفد گیا کہ ہمیں خلافت کی یہ بات پسند نہیں آئی اور ہم کچھ کہہ نہیں سکتے اور آپ صحابہ میں سے بزرگ ہیں آپ حضرت عمرؓ کو توجہ دلائیں کہ یہ کیا کر دیا ہے؟ انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ سمجھ آنے یا نہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری ریت یہ ہے کہ سَمْعاً وَّ طَاعَۃً۔ ہم صرف سنیں گے اور اطاعت کریں گے بشاشت تو تمہارے دل کے اندر پیدا ہونی چاہئے ان ناسمجھوں کے دل میں بشاشت پیدا نہیں ہوئی لیکن خود حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی وفات سے پہلے کئی بار اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ میرے معزول کرنے میں کیا حکمت تھی؟ وہ حکمت یہی تھی کہ یہ جو نئے آنے والے تھے ان کے دلوں میں احساس پیدا ہو گیا تھا کہ یہ فتوحات حضرت خالدؓ کی مرہون منت ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو یہ بتلانا چاہتے تھے کہ یہ فتوحات صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کی مرہون منت ہیں خالد کوئی چیز نہیں بلکہ ہر انسان کی عمر کی بھی اور خالد کی بھی اور ناصر کی بھی۔ غرض جو بھی مخلوق ہے اس کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک مرے ہوئے کیڑے سے

زیادہ حیثیت نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ ان کو یہ سبق سکھانا چاہتے تھے اور خوب سکھایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ کو ایران کی جنگوں پر مامور کر رکھا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں وہاں سے ہٹالیا اور پھر انہیں وہاں واپس نہیں بھیجا اور آپکی جگہ ایک بوڑھے متقی اور پرہیز گار یعنی حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جن سے بعض دفعہ لڑائی میں چلا بھی نہیں جاتا تھا مگر یہ بڑے پایہ کے صحابی تھے بڑے مخلص اور دعا گو تھے بنی نوع انسان سے بڑا پیار کرنے والے تھے انہیں جرنیل بنادیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کی لڑائیوں کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے تھوڑا Bleeding (بلیڈنگ) کیا یعنی ایرانی حکومت کو تھوڑا سا زخمی کیا۔ اس میں ذرا سا ضعف آ گیا لیکن حضرت سعدؓ بن وقاص نے اپنے کمزور ہاتھ کی تلوار سے ایران کی گردن اُڑا دی کیونکہ ان کا ہاتھ ظاہری طور پر کمزور تھا یا طاقتور تھا اس کا کوئی سوال ہی نہیں تھا اصل ہاتھ تو اللہ تعالیٰ کا تھا جس نے وہ تلوار پکڑی ہوئی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تلوار اُٹھائے تو اس سے کون سی گردن محفوظ رہ سکتی ہے؟ کوئی نہیں رہ سکتی اگر یہ صحیح ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ (الفتح:۱۱) یعنی جنہوں نے تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کی تیرے ہاتھ میں اُنہوں نے ہاتھ نہیں دیا خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اسلام کی تلوار حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھ میں نہیں تھی نہ حضرت سعدؓ بن وقاص کے ہاتھ میں تھی بلکہ وہ تلوار خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں تھی اور خدا کے ہاتھ میں جو تلوار ہوتی ہے اگر وہ چمکے اور کسی کی گردن اُڑانا چاہے تو کس کی گردن محفوظ رہ سکتی ہے؟

ضمناً مجھے ایک اور بات یاد آ گئی ہے۔ ایک صحابی لڑ رہے تھے دشمن بڑا طاقتور اور زِرہ پوش تھا یہ اس پر وار کرتے تھے مگر وار کامیاب نہیں ہوتا تھا۔ اس عرصہ میں ایک اور دشمن نے ان پر پیچھے سے حملہ کیا اور جوان کے سامنے سے لڑ رہا تھا اسے نظر آ رہا تھا کہ پیچھے سے اور حملہ ہو گیا ہے اسلئے میری جان بچ جائے گی۔ ہمارے اس صحابیؓ کو تو نظر نہیں آ رہا تھا ان کی تو اس طرف پیٹھ تھی لیکن انہوں نے سامنے دشمن پر تلوار چلانے کے لئے جب تلوار گھمائی اور اس کی نوک پیچھے آنے والے آدمی کی گردن پر لگی وہ دور جا پڑا اس سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں خدا کے ہاتھ میں تھیں اس کی آنکھ سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں غرض وہ صحابیؓ دم بخود ہو گئے حیران

کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا ان کو تو پتہ ہی نہیں تھا کہ پیچھے کون آ رہا ہے اور وہ اس کا بچاؤ نہیں کر سکتے تھے ان کو علم ہی نہیں تھا کہ پیچھے سے بھی نیزے اور تلوار کا وار ہو گا چنانچہ ہوا یہ کہ جو چیز ان کو نظر نہیں آ رہی تھی یا جو انسان ان کے پیچھے سے حملہ کرنے والا تھا اس کی گردن اڑ گئی اور پھر وہ بھی مارا گیا۔ بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن یہ ہمیں بتا رہی ہیں کہ وہ تلوار مسلمان کے ہاتھ میں نہیں تھی بلکہ مسلمان کے ربّ کریم کے ہاتھ میں تھی اس ربّ کے ہاتھ میں تھی جسکے متعلق ہم ایمان لاتے ہیں کہ اَلۡمُلۡکُ لِلّٰہِ، اَلۡقُدۡرَۃُ لِلّٰہِ اور اَلۡعِزَّۃُ لِلّٰہِ جو متصرف بالارادہ ہے دنیا میں کوئی کام نہیں ہو سکتا جب تک آسمان سے حکم نازل نہ ہو۔

پس یہ کمزوریاں تھنکنگ (Thinking) کی، فکر و تدبر کی یہ بھی چھوڑ و جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے صرف وہی ہوتا ہے اور آج اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ اسلام اور احمدیت غالب آئے اور انشاء اللہ اسلام اور احمدیت غالب آئے گی۔ میں جب بھی سوچتا ہوں مجھے مخالفین کے منصوبوں سے کبھی فکر پیدا نہیں ہوئی۔ میں ایک لحظہ کے لئے بھی پریشان نہیں ہوا لیکن جو چیز مجھے پریشان کر دیتی ہے اور بعض دفعہ میری راتوں کی نیند حرام کر دیتی ہے وہ جماعت کی اپنی کمزوری ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ آپ کا بیرونی دشمن آپ کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا البتہ آپ کے دل کا چور آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے آپ کے دل کا نفاق آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے آپ میں دلی طور پر کمزور ایمان والا آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن بیرونی مخالفت آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

پس آپ اپنی تربیت کی فکر کریں اور ان لوگوں کے لئے دعائیں کریں کسی پر غصہ نہ کریں، کسی سے تمسخر نہ کریں اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھیں اپنے دل میں ان لوگوں کے لئے ”بخع“ کی کیفیت پیدا کریں۔ ان سے نفرت کی بجائے پیار پیدا کریں، بددعا کرنے کی بجائے ان لوگوں کو دُعائیں دیں اللہ تعالیٰ ایک دن یہ دعائیں قبول کرے گا یہ اس کا وعدہ ہے پھر ہمارے مونہوں سے بھی انشاء اللہ وہ یہ کہلوائے گا۔ لَاتَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ۔ تمہیں نور نظر آ گیا اسلئے آج تمہارے ساتھ سارے جھگڑے ختم ہو گئے۔ ہم کسی انسان کے دشمن نہیں لیکن اس دنیا میں ظلمت کو ہم برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی یہ اس دنیا میں رہے گی اسی کے لئے

ہماری زندگی اور اسی کے لئے ہماری موت ہے۔ بالآخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس کو پڑھ کر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں

’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا (اس کا ایک نظارہ تو ہم دیکھ کر آئے ہیں۔ دنیا کے ملک ملک میں اس درخت کی شاخیں ہیں جن کے اوپر احمدیت کے پرندے اور اللہ تعالیٰ کی جنت کے پرندے بسیرا کر رہے ہیں) پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

پس تم یہ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس گروہ میں شامل کرے جن کے پاؤں میں کبھی لغزش نہیں آتی جو پختگی کے ساتھ اور ثبات قدم کے ساتھ اس بزرگ شاہراہ پر قدم بقدم اپنی منزل مقصود کی طرف چل رہے ہیں اور ہر قدم پہلے سے زیادہ تیز اور ہر صبح پہلے سے زیادہ شاندار اور ہر طلوع آفتاب احمدی قوم کو پہلے دن کے طلوع کے وقت ان پر جو نظر اس کی پڑی تھی اس سے زیادہ طاقتور اور اس سے زیادہ باعزت اور اس سے زیادہ بارعب اور اس سے زیادہ پیار کرنے والے دیکھتا ہے۔ خدا کرے کہ ہر سورج پہلے سے زیادہ طاقتور اور زیادہ معزز اور اللہ کی نگاہ میں زیادہ کامیابی کے قریب احمدیت کو دیکھتا چلا جائے یہاں تک کہ تمام دنیا

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور قرآن کریم کی وہ پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ الہام پورا ہو کہ اقوام عالم ایک برادری بن جائیں گی اور ان تمام کا ایک ہی مذہب ہوگا اسلام اور ایک ہی کتاب قرآن اور ایک ہی پیشوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر۔ غیر مطبوعہ)

❁❁❁